از عدالت عظمیٰ

کیسر سنگھ و دیگراں۔

بنام

سادھو

تاریخ فیصلہ: 29 جنوری 1996

[کے راما سوامی اور جی بی پٹنائک، جسٹس صاحبان]

پنجاب کسٹم (مقابلہ کرنے کا اختیار) ایکٹ، 1920-ترمیم ایکٹ، سال 1973—دفعہ 7—جب معاملہ دائرہ اختیار کی جڑ تک جاتا ہے تو اس پر عمل درآمد میں ڈگری کا نفاذ- قرار پایا کہ، چونکہ اپیلیٹ عدالت کے ذریعے ڈگری پاس کرنے کے وقت ترمیم ایکٹ لاگو ہوتا تھا، اس لیے ڈگری کالعدم تھی۔

درشن سنگھ بنام رام پال سنگھ، اے آئی آر (1991) ایس سی 1654، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3191، سال 1996۔

سی آر نمبر 330، سال 1992 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 30.1.92 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ایم آر شرما اور پریم ملہوترا۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی۔

متبادل کی اجازت ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:22
I attest to the accuracy and integrity of this document

اگرچہ مدعاعلیہ کو پیش کیا گیا ہے، لیکن وہ ذاتی طور پر یا وکیل کے بذریعے پیش نہیں ہو رہا ہے۔ ہم نے اپیل گزاروں کے وکیل کو سنا ہے۔ مدعاعلیہ نے رواج کی بنیاد پر 1924 میں ایک ناتھو کی طرف سے یک جدی کے طور پر حاصل کردہ اعلانیہ ڈگری کی بنیاد پر اپیل گزاروں سے اراضی کے قبضے کی وصولی کے لیے 1978 میں مقدمہ دائر کیا۔ یہ ان کا معاملہ ہے کہ اپیل کنندہ نے رولیا سے جائیداد خریدی تھی جو ناتھو کا اجنبی ہے اور رواج کے تحت وہ قریب ترین یک جدی دار تھا اور اس علیحدگی کی تائید غور سے نہیں کی گئی تھی۔ اپیل پر، ٹرائل کورٹ کے ذریعے مقدمے کی منسوخی کا احترام کیا گیا۔ دوسری اپیل آر ایس اے نمبر 79/2416 میں خارج کر دی گئی۔ عمل درآمد میں اپیل گزار نے یہ عرضی لی کہ چونکہ بعد میں کی گئی ترمیم کے ذریعے روایتی حق چھین لیا گیا تھا، اس لیے ٹرائل کورٹ کی طرف سے منظور کی گئی ڈگری کالعدم ہے۔ اس درخواست کو خارج کر دیا گیا اور 30 جنوری 1992 کے متنازعہ حکم میں عدالت عالیہ نے نظر ثانی کو خارج کر دیا۔ اس طرح خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

تنازعہ اب غیر طے شدہ معاملہ نہیں ہے۔ اس عدالت نے درشن سنگھ بنام رام پال سنگھ، اے آئی آر (1991) ایس سی 1654 میں پنجاب رواج (مقابلہ کرنے کا اختیار) ایکٹ، 1920 کے روایتی حق پر 1973 کے ترمیم ایکٹ کے اثر پر غور کیا اور فیصلہ دیا کہ:

"مذکورہ بالا اصولوں، پرنسپل ایکٹ کی توضیعات، مقصد و وجوہات کے بیان، ترمیمی ایکٹ کے احکام اور پنجاب عدالتِ عالیہ اور اس عدالت کے فیصلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اصل ایکٹ کی دفعہ 7، جس میں ترمیمی ایکٹ کے ذریعے تبدیلی کی گئی ہے، پیچھے کی طرف اثر انداز ہے اور یہ زیر التواء مقدمات پر لاگو ہوتی ہے۔ اس عدالت کے فیصلے مورخہ 28-11-1986، اجاگر سنگھ بمقابلہ دھرم سنگھ، دیوانی اپیل نمبر 1263، سال 1973 اور اودھم سنگھ بمقابلہ ترسیم سنگھ، سول اپیل نمبر 1135، سال 1974 مورخہ 15-7-1987 پر دوبارہ غور کی ضرورت نہیں ہے۔"

دلائل کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ کچھ اپیل گزاروں کو ہندو قانون کے تحت علیحدگی کا مقابلہ کرنے کا حق حاصل ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا ہے کہ آیا ان اپیلوں کو خارج کرنے کے بعد اس طرح کا کوئی دعوی قانون میں قابل قبول ہو گا کیونکہ یہ پیش کیا جاتا ہے، پرنسپل ایکٹ کے تحت حق ایک قانونی حق تھا جسے

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:22
I attest to the accuracy and integrity of this document

اب چھین لیا گیا ہے۔ اس سوال کا جواب اس بات پر منحصر ہو گا کہ جب پنجاب لا ایکٹ اور پرنسپل ایکٹ منظور کیا گیا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سابقہ کے ذریعے رسم و رواج کو محفوظ رکھا گیا تھا اور مؤخر الذکر کے ذریعے علیحدگی کا مقابلہ کرنے کے روایتی حق کو منظم کیا گیا تھا۔ یہ بات مندرجہ ذیل تجزیے سے واضح ہو گی۔

تاہم، نتیجہ کا پتہ لگانے کے لیے قانون سازیہ کے ارادے اور قانون کی توضیعات کا احتیاط سے جائزہ لینا پڑتا ہے۔ "پارلیمنٹ کا کوئی قانون جو کسی رواج کے وجود اور جواز کو تسلیم کرتا ہے، ان افراد یا طبقات کے حق میں نئے قانونی حقوق پیدا کرنے کے لیے کام نہیں کر سکتا جو پہلے اس رواج سے مستفید ہو چکے ہوں۔ اس طرح کے قانون کا اثر صرف رواج کی توثیق کو بطور رواج منظور کرنے کا ہو سکتا ہے، بغیر رواج کو قانون کے ذریعے اعلی عنوان میں ضم کیے۔"

فوری معاملے میں ہمارا خیال ہے کہ رواج کی تصدیق اور ضابطہ پنجاب لا ایکٹ اور پرنسپل ایکٹ کے ذریعے کیا گیا تھا اور اسے ترمیم ایکٹ کے ذریعے ختم کر دیا گیا تھا۔ رواج کی بنیاد پر کوئی قانون منظور نہیں کیا گیا تھا تاکہ رواج کو خود ایک اعلی قانونی حق میں تبدیل کیا جا سکے۔ لہذا، ترمیم ایکٹ کے ذریعے رواج کو ختم کرنے سے پہلے یا بعد میں، ہندو قانون کے تحت فریقین کے حقوق متاثر نہیں ہوتے ہیں اور یہ فیصلہ کی حکمرانی فراہم کرے گا جہاں ہندو قانون کے تحت علیحدگی کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جسٹس رابرٹسن نے دیارام بنام سہیل سنگھ، 110 پی آر (1906) 390 میں مشاہدہ کیا کہ "پنجاب لا ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت تمام معاملات میں، یہ اس شخص پر منحصر ہے جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ اسے کسی خاص معاملے کے حوالے سے رواج کے ذریعے فیصلہ دیا جاتا ہے، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ وہ شخصی قانون کے ذریعے نہیں بلکہ اس طرح حکومت کرتا ہے، اور مزید یہ ثابت کرنے کے لیے کہ مخصوص رواج کیا ہے۔ شق کی طرف سے رواج کے حق میں کوئی مفروضہ پیدا نہیں کیا گیا ہے؛ اس کے برعکس یہ صرف اس وقت ہوتا ہے جب رواج قائم ہوتا ہے کہ اسے فیصلے کی حکمرانی ہونا ہے۔" ان مشاہدات کی منظوری پرائیوی نے عبد الحسین خان بنام بی بی سوناڈیرو، (1917) 45 انڈ اپ 10 (13) = اے آئی آر (1917) پی سی 181 صفحہ 183 پر دی تھی۔ اس عدالت نے سالگ رام بنام منشی رام، [1962] 1 ایس سی آر 470 = اے آئی آر (1961) ایس سی 1374 میں اس بات کا اعادہ کیا کہ "جہاں

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:22
I attest to the accuracy and integrity of this document

فریق ہندو ہیں، ہندو قانون پہلی بار میں لاگو ہوگا اور جو بھی ہندو قانون سے متصادم رواج کا دعوی کرتا ہے، اسے اسے ثابت کرنا ہوگا۔................"

مذکورہ حیثیت کے پیش نظر، فاضل جج کا یہ نظریہ کہ اپیل کنندہ ڈگری کے نفاذ کو بڑھانے کا حقدار نہیں ہے، درست نہیں ہے کیونکہ ترمیم ایکٹ اپیلٹ کورٹ کے ذریعے ڈگری پاس کرنے کے وقت لاگو ہوتا تھا اور اس لیے مذکورہ ڈگری کالعدم ہے۔ جب معاملہ دائرہ اختیار کی جڑ تک جاتا ہے تو یہ طے شدہ قانون ہوتا ہے کہ اسے عمل درآمد میں بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں، عدالت عالیہ اپیل گزاروں کی نظر ثانی کو یہ کہتے ہوئے خارج کرنے میں درست نہیں تھی کہ وہ کالعدم درخواست اٹھانے کے حقدار نہیں ہیں۔ طے شدہ قانونی حیثیت کے اس نقطہ نظر میں، اس معاملے کو نئے احکامات کے لیے عمل درآمد کرنے والی عدالت کو واپس کرنے کا کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا ہے۔

اس کے مطابق، اپیل منظور کی جاتی ہے۔ نچلی عدالتوں کے احکامات کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ نتیجتاً عمل درآمد کی درخواست بھی خارج ہو جاتی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیل منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:22
I attest to the accuracy and integrity of this document